OPEN ACCESS
SUJRIS
﴾ Swat University Journal of Religious & Islamic Studies ﴿
ISSN: 2959-5509
www.sujris.uswat.edu.pk

SUJRIS
Vol.:3, Issue: 1, Jan - June 2025 PP: 45-54

قانونِ قصاص اور سزائے موت پر عالمی مباحثہ: اسلامی فقہ کا نقطہ نظر

The Law of Retribution (Qisas) and the Global Debate on Capital Punishment: An Islamic Jurisprudence Perspective

Dr. Mufti Muhammad Yahya
Lecturer, Usmania Postgraduate College, Jamia Usmania Peshawar
Email :yahyausmania@gmai.com

Dr. Mufti Maaz Masood
Visiting Lecturer, Department of Islamic Studies, Abdul Wali Khan University, Mardan
Email: maazmasood567@gmail.com

Dr. Kifayat Ur Rahman
Assistant professor, Government Post Graduate College, Nowshera
kifayatusmani@gmail.com

Abstract

A fundamental law ordained by Allah for the preservation of human life is the Law of Retribution (Qisas), which God Almighty declared as "life" for human society. The Holy Quran states: (Translation: O people of understanding, there is life for you in Qisas [the law of equality in punishment]) [Al-Baqarah: 179] While capital punishment is prescribed in certain specific cases besides Qisas, the modern world—led by proponents of human rights—considers the death penalty to be cruel, oppressive, and a violation of human rights, demanding its global abolition. This paper examines the extent of the rationality behind this modern demand and discusses its far-reaching consequences within the context of Islamic Sharia law. The objective is to evaluate the inherent wisdom of Qisas as a means of social preservation versus the modern push for the complete removal of capital punishment.

Keywords: *Qisas (Law of Retribution/Equality), Capital Punishment (or Death Penalty), Islamic Jurisprudence, Human Rights.*

CC BY

تمہید

اللہ تعالیٰ جو ساری کائنات کا خالق، مالک اور رب ہے اس نے اپنی پوری مخلوق میں "انسان" کو سب سے بلند، اعلیٰ اور اشرف مرتبہ عطا کیا۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

وَلَقَدۡ كَرَّمۡنَا بَنِيٓ ءَادَمَ 1

(ترجمہ: اور ہم نے بنی آدم کو عزت و کرامت بخشی) انسان کی اس عزت وعظمت کے پیش نظر اس کی جان، اس کی نسل، اس کی عقل، اس کی ملکیت میں موجود مال و دولت اور اس کا عقیدہ جس میں اس کی ابدی زندگی کی کامیابی کا راز مضمر ہے، یہ سب ہی اللہ تعالیٰ کو عزیز ہیں چنانچہ اِن سب کے تحفظ کی خاطر اللہ تعالیٰ نے ہر شریعت میں قوانین وضع فرمائے اور اُن کی پابندی کا حکم دیا۔ اِنہی کو ضروریاتِ خمسہ کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ علامہ شاطبیؒ الموافقات میں لکھتے ہیں:

مجموع الضروريات خمسة، وهي :حفظ الدين، والنفس، والنسل، والمال، والعقل، وقد قالوا: إنها مراعاة في كل ملة.[2]

ترجمہ: ضروریات کل پانچ ہیں: دین، نفس، نسل، مال اور عقل کی حفاظت۔ اور علماء نے کہا ہے کہ ان پانچ کی ہر ملت میں رعایت رکھی گئی ہے۔

چونکہ اللہ تعالیٰ کا علم ہر زمان اور ہر مکان کو محیط ہے، اور اسے انسانوں کی ضروریات وحاجیات اور ان کے احساسات وجذبات کا پورا ادراک حاصل ہے جیسے قرآن کریم میں ارشاد ہے:

وَمَا يَعۡزُبُ عَن رَّبِّكَ مِن مِّثۡقَالِ ذَرَّةٖ فِي ٱلۡأَرۡضِ وَلَا فِي ٱلسَّمَآءِ وَلَآ أَصۡغَرَ مِن ذَٰلِكَ وَلَآ أَكۡبَرَ[3]

(ترجمہ: تمھارے رب سے زمین اور آسمان میں ذرہ کے برابر چیز بھی چھپ نہیں سکتی، یا اس سے چھوٹی یا بڑی،) علیم ہونے کے ساتھ ساتھ وہ حکیم ذات ہے جس کا ہر حکم حکمت سے لبریز ہوتا ہے اور اس کے سامنے سب انسان یکساں ہیں اس لیے اُس کے بنائے ہوئے قانون میں کسی نقص کا کوئی امکان نہیں، اور وہی انسانی حقوق کے صحیح طرح تحفظ کا ضامن ہے۔ اس کے بالمقابل انسانوں کے بنائے ہوئے وہ قوانین جو اللہ تعالیٰ کے قانون سے متصادم ہوں وہ کبھی انسان کو اس کے حقوق نہیں دلوا سکتے کیونکہ نہ انسان کا علم کامل ہوتا ہے اور نہ ہی اس کی حکمت۔

اللہ تعالیٰ کے اِن قوانین میں سے ایک اہم قانون قانونِ قصاص ہے جو نفسِ انسانی کے تحفظ کا ضامن ہے۔ جسے اللہ تعالیٰ نے انسانی معاشرہ کے لیے "حیات" قرار دیا۔ ارشاد ربانی ہے:

وَلَكُمۡ فِي ٱلۡقِصَاصِ حَيَوٰةٞ يَٰٓأُوْلِي ٱلۡأَلۡبَٰبِ [4]

(ترجمہ: اے عقل والو! تمھارے لیے قصاص میں زندگی ہے) قصاص کے علاوہ بھی چند مخصوص صورتوں میں سزائے موت مقرر کی گئی ہے لیکن جدید دنیا میں انسانی حقوق کے علمبردار سزائے موت کو ظلم اور انسانی حقوق کے خلاف سمجھتے ہیں جس کی وجہ سے پوری دنیا میں اس پر پابندی لگانا چاہتے ہیں۔ اس مقالہ میں قوانین شریعت کے تناظر میں یہ جائزہ پیش کیا جاتا ہے کہ اس مطالبہ میں کس حد تک معقولیت ہے، اور اس کے دوررس نتائج کیا ہوں گے۔

سزائے موت کی تعریف

سزائے موت کو عربی میں "عقوبۃ الاعدام" جب کہ انگریزی میں *Death penalty* یا *capital*

punishment کہاجاتاہے۔ "اس سے مراد مجرم کواس کے جرم کی پاداش میں عدالتی فیصلے کی روسے ایسی سزادیناہے جس سے اس کی موت واقع ہوجائے، اوروہ حقِ حیات سے مکمل طورپر محروم ہوجائے۔" Britannica میں اس کی تعریف ان الفاظ سے کی گئی ہے:

execution of an offender sentenced to death after conviction by a court of law of a criminal offense..[5]

تمام سزاؤں میں یہ سب سے سخت سزاہے کیونکہ اس سے انسان کی زندگی کاخاتمہ ہوجاتاہے جس کی تلافی کاکوئی امکان نہیں۔

سزائے موت اورانسانی تاریخ:

سزائے موت قدیم ترین سزاؤں میں سے ایک سزاہے۔ معلوم تاریخ کی قدیم ترین تہذیبوں میں بھی سزائے موت کاتصور ملتاہے۔ قدیم ادیان ومذاہب، چاہے سماوی ہوں یاغیر سماوی اُن میں سزائے موت کا قانون موجودتھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب بتوں کوتوڑاتواس کی پاداش میں آپ کوآگ میں ڈال کر موت کے گھاٹ اتارنے کی سزادینے کافیصلہ ہوا، تاہم اللہ تعالیٰ نے آپ کوبچادیا۔ارشادہے:

قَالُواْ حَرِّقُوهُ وَٱنصُرُوٓاْ ءَالِهَتَكُمۡ إِن كُنتُمۡ فَٰعِلِينَ[6]

اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کاواقعہ مذکورہے، کہ اُن کے ہاتھوں قبطی کے قتل ہونے کا جب فرعون کوعلم ہواتوموسیٰ علیہ السلام کے قتل کافیصلہ کیالیکن رجل مؤمن کے بروقت اطلاع دینے پر موسیٰ علیہ السلام مصر سے نکلے اورفرعون اپنے فیصلے کونافذنہ کرسکا۔ارشادہے:

قَالَ يَٰمُوسَىٰٓ إِنَّ ٱلۡمَلَأَ يَأۡتَمِرُونَ بِكَ لِيَقۡتُلُوكَ فَٱخۡرُجۡ إِنِّي لَكَ مِنَ ٱلنَّٰصِحِينَ[7]

اسی طرح فرعون نے اپنی بیوی کوایمان لانے کی سزامیں موت کی سزادی۔[8] حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی سولی پرلٹکا کرسزائے موت دینے کی کوشش کی گئی۔[9]

ماضی میں سزائے موت کے مختلف طریقے رائج رہے مثلا: بابلی تہذیب اور حمورابی کے قوانین میں آگ سے جلایاجاتا، فرعونیوں کے ہاں اعضاکاٹنے اوربدن پر بھاری پتھر رکھنے سے موت کی سزادی جاتی تھی۔ رومیوں کے ہاں بلندجگہ سے گراکرسزاے موت دی جاتی تھی۔اسی طرح پھانسی چڑھانے کے ذریعے بھی سزائے موت کاطریقہ رائج رہاجواب تک کئی ممالک میں بدستوررائج ہے۔[10]

سزائے موت کے خلاف تحریک

کسی بھی جرم کی سزاکے طورپرسزائے موت کومکمل طورپرختم کرنے کی آوازسب سے پہلے Cesare beccaria نے 1767ء میں اٹھائی اس نے Crimes and punishment کے نام سے ایک طویل مضمون لکھا، اوراس میں سزائے موت کے خلاف پانچ صفحات پر مشتمل تفصیلی دلائل دینے کی کوشش کی۔[11] اس مضمون میں توضمناًیہ بات کی گئی تھی لیکن اس کے بعد یہ باقاعدہ ایک موضوعِ بحث بن گیاچنانچہ اس کی تائیداورتردیدمیں بکثرت مقالات لکھے گئے اور دلائل دیے

گئے۔ 1945 میں اقوامِ متحدہ کے وجود میں آنے کے بعد 1948ء میں جب انسانی حقوق کا عالمی منشور UDHR پیش کیا گیا تو اس کے آرٹیکل 3 میں یہ درج کیا گیا کہ "ہر شخص کو زندگی، آزادی اور شخصی حفاظت کا حق حاصل ہے" اس منشور میں اگرچہ سزائے موت کے خاتمے کے حوالے سے کوئی صریح حکم نہیں دیا گیا تاہم ہر شخص کی آزادی اور اس کی زندگی کی حفاظت کے حوالے سے جو بات کی گئی یہی جاکر آگے سزائے موت کے خاتمے کے بحث کے لیے بنیاد بنی۔

اقوامِ متحدہ اور سزائے موت

اقوامِ متحدہ نے جنرل اسمبلی سے 1989ء میں بین الاقوامی معاہدہ برائے شہری وسیاسی حقوق پاس کروایا، جو ICCPR1966 کہلاتا ہے۔ اس معاہدہ میں ہر قسم کے جرائم میں سزائے موت پر مکمل پابندی لگادی گئی۔ اور اس کے لیے اصل بنیاد وہی "جینے کا بنیادی حق" ہے کہ ہر انسان کو جینے کا حق حاصل ہے اور یہ حق کوئی بھی اس سے نہیں چھین سکتا۔ لیکن عجیب بات یہ ہے کہ اسی معاہدہ کے آرٹیکل 2 میں جنگی حالات میں فوجی نوعیت کے سنگین جرائم کے لیے سزائے موت کو برقرار رکھنے کی گنجائش دی گئی حالانکہ جب حقِ حیات کے تحفظ کے لیے دیگر سنگین جرائم میں سزائے موت پر پابندی لگائی گئی تو پھر اس استثناکا کوئی معنی نہیں رہتا۔

اس معاہدہ کے بعد دنیا کے کئی ممالک نے سزائے موت کو مکمل ختم کردیا، تاہم بہت سارے ممالک میں پھر بھی باقی رہا اور اب تک باقی ہے۔ اقوامِ متحدہ وقتاً فوقتاً مختلف قراردادوں کے ذریعے ان ممالک پر زور دیتا ہے کہ اس معاہدہ کی پابندی کرلیں۔ سزائے موت دینے والے ممالک پر ابتداءً یہ زور ڈالا جاتا ہے کہ وہ سزائے موت کو موقوف کردیں، اور پھر رفتہ رفتہ اس پر مکمل پابندی لگادیں۔

اسی حوالے سے 18 دسمبر 2008 کو اقوامِ متحدہ کی جنرل اسمبلی میں Moratorium on the use of the death penalty کے عنوان سے ایک قرارداد پیش ہوا جس کے حق میں 106 ووٹ اور مخالفت میں 46 ووٹ ڈالے گئے اور یوں یہ قرارداد منظور ہوا۔ اس قرارداد میں تمام ممالک سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ وہ سزائے موت کو مکمل طور پر ختم کردیں۔ [12]

سزاے موت اور شریعت اسلام

اس میں کوئی شک نہیں کہ شریعت اسلامیہ میں انسانی جان کے تحفظ کو نہایت اہمیت دی گئی ہے اور کسی کی زندگی چھیننے کو سنگین ترین جرم قرار دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

مِنْ أَجْلِ ذَٰلِكَ كَتَبْنَا عَلَىٰ بَنِيٓ إِسْرَٰٓءِيلَ أَنَّهُۥ مَن قَتَلَ نَفْسًۢا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي ٱلْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ ٱلنَّاسَ جَمِيعًا 13

اس آیت میں ایک شخص کے ناحق قتل کو پوری انسانیت کے قتل کے مترادف قرار دے کر اس جرم کی قباحت وشناعت واضح کی گئی ہے۔ دوسری جگہ ارشاد ہے:

وَمَن يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهُۥ جَهَنَّمُ خَٰلِدًا فِيهَا وَغَضِبَ ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهُۥ وَأَعَدَّ لَهُۥ عَذَابًا عَظِيمًا 14

اس آیت کریمہ میں ناحق قتل پر ہمیشہ جہنم میں رہنے اور اللہ تعالیٰ کے غضب اور لعنت کا مستحق بننے کی سخت وعید سنائی گئی ہے۔

اِن دونوں آیتوں میں غور کرنے سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اسلام میں انسانی جان کے تحفظ کو کتنی اہمیت حاصل ہے۔

لیکن بایں ہمہ انسانی معاشرہ میں امن وامان کی ضمانت فراہم کرنے اور سنگین جرائم کے سد باب کے لیے چند مخصوص جرائم میں سزاے موت مقرر کی گئی ہے جنہیں رسول اللہ ﷺ نے اس حدیث میں بیان فرمایا:

لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِئٍ مُسْلِمٍ، يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللَّهِ، إِلَّا بِإِحْدَى ثلاث: النفس بالنفس، والثيب الزاني، والمفارق لدينه التارك للجماعة.[15]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور میری رسالت کی گواہی دینے والے کسی مسلمان کا خون بہانا حلال نہیں، مگر تین جرائم میں سے کسی ایک کے ارتکاب کی صورت میں۔ کسی کو قتل کرنے کی سزا میں بطورِ قصاص، شادی شدہ زنا کرنے والا، اور دین کو چھوڑ کر جماعت سے الگ ہونے والا۔

اس حدیث کی رو سے سزائے موت صرف تین جرائم کے لیے مقرر ہے، جن میں سے پہلا جرم قتلِ نفس ہے۔ اگر کوئی شخص عمداً دوسرے انسان کو آلہ جارحہ سے قتل کرے، چاہے مقتول کافر ہو یا مسلمان، مرد ہو یا عورت تو قاتل کو قصاصاً قتل کیا جائے گا۔ دوسرا جرم شادی شدہ شخص کا زنا کا مرتکب ہونا ہے۔ اور تیسرا جرم مسلمان کا مرتد ہو جانا ہے۔ ان تین جرائم کے علاوہ باقی کسی جرم میں بطورِ حد کے قتل نہیں کیا جا سکتا۔ تاہم تعزیری سزا کے طور پر بعض دیگر سنگین جرائم میں سزائے موت دینے کی گنجائش موجود ہے۔

سزاے موت جاری کرنے کے لیے لازمی ضوابط

اگرچہ چند مخصوص سنگین جرائم شریعت نے سزائے موت کی اجازت دی ہے لیکن اس کے لیے ایسے لازمی ضابطے مقرر کیے ہیں جن کی رعایت کے ساتھ یہ قانون غلط طریقے سے استعمال نہیں ہو سکتا۔ وہ ضابطے درج ذیل ہیں:

1۔ پہلا ضابطہ یہ ہے کہ مجرم میں اہلیت ہو یعنی وہ جرم کرتے وقت عاقل اور بالغ ہو۔ چنانچہ مجنون یا نابالغ بچے پر سزائے موت جاری نہیں ہوگا۔[16]

2۔ دوسرا ضابطہ یہ ہے کہ مجرم نے طوعاً وعمداً اس جرم کا ارتکاب کیا ہو۔ چنانچہ اگر اکراہ وزبردستی کی حالت میں یا خطاء جرم کا ارتکاب کیا ہو تو سزائے موت نہ ہوگی۔[17]

3۔ تیسرا ضابطہ یہ ہے کہ اپنا حقِ دفاع استعمال کرتے ہوئے جرم نہ کیا ہو، چنانچہ اگر حملہ آور کو حملہ کے وقت قتل کیا جائے تو اس میں قصاص نہیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: "ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا: 'اے اللہ کے رسول! آپ کا کیا خیال ہے کہ اگر کوئی شخص میرا مال چھیننے (اخذ کرنے) کے ارادے سے آئے؟' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: 'اسے اپنا مال مت دو۔' اس شخص نے پوچھا: 'آپ کا کیا خیال ہے کہ اگر وہ مجھ سے لڑے؟' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: 'تم بھی اس سے لڑو (یعنی اپنا دفاع کرو)۔' اس نے پوچھا: 'آپ کا کیا خیال ہے کہ اگر وہ مجھے قتل کر دے؟' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: 'تو تم شہید ہو گے۔' اس نے پوچھا: 'آپ کا کیا خیال ہے کہ اگر میں اسے قتل کر دوں؟' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: 'وہ آگ (جہنم) میں ہوگا۔'۔[18] علامہ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

فيه دفع الصائل؛ وأنه إذا لم يمكن الخلاص منه إلا بجناية على نفسه أو على بعض أعضائه ففعل به ذلك كان هدراً.[19]

ترجمہ: "اس (حدیث) میں حملہ آور کو روکنے کا بیان ہے کہ اگر حملہ آور سے چھٹکارا اس کی جان یا اس کے کسی عضو پر

جنایت کے ذریعے ہی ممکن ہو اور دفاع کرنے والا ایسا کر دے، تو وہ عمل ہدر (یعنی بے اثر اور نا قابلِ تعزیر) ہو گا۔"

4۔ چوتھا ضابطہ یہ ہے کہ جرم مجرم کے اقرار سے اور یا معتبر گواہوں کی گواہی سے یقینی طور پر ثابت ہو جائے۔ چنانچہ محض الزام کی صورت میں سزائے موت جاری نہیں ہو سکتا۔[20]

5۔ اگر قتل عمد کا جرم ثابت ہو جائے تو مقتول کے ورثا کو یہ معاف کرنے کا اختیار بھی دیا گیا ہے، لہٰذا اگر وہ مفت یا کسی عوض کے بدلے معاف کرنا چاہیں تو مجرم سزا سے بری ہو سکتا ہے۔ سورہ بقرہ کی آیت نمبر 178 میں جہاں اللہ تعالی نے قصاص کا حکم دیا ہے وہاں اسی آیت میں معافی کا حکم بھی بیان کیا ہے۔ ارشاد ہے:

" فَمَنْ عُفِيَ لَهُ مِنْ أَخِيهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ وَأَدَاءٌ إِلَيْهِ بِإِحْسَانٍ ذَلِكَ تَخْفِيفٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ"۔[21]

ترجمہ: "تو (ابتدائی حکم قصاص کے بعد) جسے اُس کے بھائی (یعنی مقتول کے ولی) کی طرف سے (قصاص میں) کچھ معافی مل جائے، تو (ولی کو چاہیے کہ) بھلے طریقے سے پیروی کرے اور (قاتل پر واجب ہے کہ) اُسے اچھے طریقے سے دیت ادا کرے۔ یہ تمہارے رب کی طرف سے تخفیف (آسانی) اور رحمت ہے۔"

سزائے موت کے مکمل خاتمے کا شرعی جائزہ

اسلامی شریعت کی رُو سے کچھ جرائم کی سزائیں سزائے موت قرآن وسنت کے قطعی نصوص سے ثابت ہے، اُن جرائم کی سزا کو تبدیل کرنے کی کوئی گنجائش نہیں۔ کیونکہ شریعت میں جو سزائیں طے شدہ ہیں ان میں ترمیم کا حق کسی کو حاصل نہیں۔ کسی مسلمان ملک کے لیے کسی ایسے عالمی معاہدے کا حصہ بننے کی گنجائش نہیں کہ جو منصوص احکام سے متصادم ہو۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَآ أَنزَلَ ٱللَّهُ فَأُو۟لَٰٓئِكَ هُمُ ٱلْكَٰفِرُونَ [22]

اسی طرح فرمایا:

وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَآ أَنزَلَ ٱللَّهُ فَأُو۟لَٰٓئِكَ هُمُ ٱلظَّٰلِمُونَ [23]

ان آیاتِ کریمہ میں یہ واضح کر دیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ دین و شریعت کو لاگو نہ کرنا کافروں اور ظالموں کا کام ہے۔ اسی طرح سورہ نساء میں ارشاد ہے:

وَمَن يُشَاقِقِ ٱلرَّسُولَ مِنۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ ٱلْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ ٱلْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِۦ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِۦ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيرًا [24]

اس آیت کریمہ میں رسول اللہ ﷺ کے فیصلوں سے روگردانی کرنے پر جہنم کی وعید سنائی گئی ہے۔ معلوم ہوا کہ ایک عادل اور منصف مسلمان حاکم یا قاضی کبھی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے فیصلے کے خلاف فیصلہ کرنے کی جرات نہیں کر سکتا۔

علاوہ ازیں جن جرائم میں تعزیر کے طور پر سزائے موت دی جاتی ہے، ان کو تبدیل کرنے کی گنجائش موجود ہے، کیونکہ تعزیری سزائیں شریعت کی طرف سے حاکم کو اختیارات حاصل ہوتے ہیں، چنانچہ وہ اس میں تبدیلی کا مجاز ہوتا ہے۔

سزائے موت پر پابندی کے حق میں دلائل کا عقلی جائزہ

سزائے موت پر مکمل پابندی لگانے کے حوالے سے جو معاہدات یا قرار دادیں پاس ہوئی ہیں، ان کے پیچھے جو دلائل یا فلسفہ کارفرما ہے، ذیل میں ان دلائل کا عقلی جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

1۔ سزائے موت پر پابندی لگانے والے یہ دعوی کرتے ہیں کہ "سزائے موت ایک وحشیانہ سزا ہے جو حقوقِ انسانی کے منافی ہے۔ سنگین جرائم میں سزائے موت کی بجائے عمر قید کی سزا دی جائے"۔اس کا عقلی و منطقی جواب یہ ہے کہ قید بھی تو وحشیانہ سزا ہے، جس میں ایک انسان کی حریت کا حق سلب ہو جاتا ہے، لہٰذا پھر تو قید کی سزا پر بھی پابندی ہونی چاہیے۔

2۔ سزائے موت پر پابندی لگانے والے یہ بھی کہتے ہیں کہ "حکومت کا کام اصلاح ہے، انتقام لینا نہیں۔ سزائے موت تو اصلاح نہیں بلکہ انتقام ہے۔ لہٰذا سزائے موت کی بجائے عمر قید کیا جائے اصلاح کا مقصد اس سے حاصل ہو جائے گا۔"اس کا جواب یہ ہے کہ حکومت کا کام اصلاح کرنا ہے لیکن فرد سے زیادہ معاشرہ کی اجتماعی اصلاح اہم ہے، اور امن وامان کا ماحول فراہم کرنا ضروری ہے۔سزائے موت سے سنگین گھناؤنے جرائم کا سدباب ممکن ہوتا ہے جو معاشرہ کی اصلاح اور امن وامان کی فضا ہموار ہونے کا باعث بنتا ہے۔ نیز اگر قاتل کو عمر قید کی سزا دی جائے تو اگر اس کی اصلاح ہو بھی جائے تو جب وہ زندگی بھر قید میں گزارے گا تو اصلاح کا کیا فائدہ؟!

3۔ سزائے موت پر پابندی کی بڑی وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ یہ انسان کے بنیادی حق "حقِ حیات" سے متصادم ہے۔اس کا جواب یہ ہے کہ قاتل کی جان مقتول کی جان سے زیادہ اہم نہیں، مقتول کو بھی "حقِ حیات" حاصل تھا جو قاتل نے اس سے سلب کر لیا۔ اب جب کہ قاتل نے مقتول کی جان لے لی، تو بدلے میں اس کی جان لینا کوئی ظلم نہیں بلکہ خود اس کے اپنے عمل کا نتیجہ ہے۔ گویا قرینِ انصاف بات یہ ہے کہ قاتل مقتول کی جان لے کر خود ہی اپنی جان کو داؤ پر لگا لیتا ہے لہٰذا گویا وہ خود ہی اپنے حقِ حیات کو ختم کر لیتا ہے۔ چنانچہ قصاص لینے والے اولیاء یا قصاص نافذ کرنے والے حاکم کی طرف یہ نسبت درست نہیں کہ انہوں نے اس کے حقِ حیات کو سلب کر لیا۔

4۔ سزائے موت پر پابندی کے حق میں یہ دلیل بھی دی جاتی ہے کہ "مجرم نے اگر کسی کو قتل کر کے جرم کا ارتکاب کیا تو حکومت وہ جرم نہ دہرائے۔" یہ دلیل نہایت سطحی ہے کیونکہ حکومت اگر قاتل کو قصاصاً قتل کرے تو یہ جرم نہیں بلکہ جرم کی سزا ہے۔ سزا کو جرم کہنے والے دراصل یکطرفہ سوچتے ہیں۔ وہ مجرم کی زندگی اور اس کے احساسات کی فکر کرتے ہیں، لیکن دوسری طرف جرم کا شکار بننے والے اور اس کے اولیاء و متعلقین کے حقوق کا نہیں سوچتے۔ گویا مظلوم کی بجائے ظالم کی طرفداری کرتے ہیں۔ جب کہ شریعت کی نظر میں حاکم زمین پر اللہ تعالیٰ کے احکام نافذ کرنے کے لیے اس کا خلیفہ ہوتا ہے، اس لیے اس پر لازم ہوتا ہے کہ مظلوم کو انصاف فراہم کرے اور حقدار کو اس کا حق دے۔ جب کوئی قتل عمد کا مرتکب ہوتا ہے تو متاثرہ فریق کو انصاف فراہم کرتے ہوئے قصاص (برابری) کا معاملہ کرنا حکومت کی ذمہ داری ہے اور برابری و انصاف یہی ہے کہ قتل کرنے والے کو قتل کیا جائے۔ چنانچہ اس انصاف کو جرم کہنا "انصاف" اور "جرم" کی حقیقت سے ناواقفیت پر مبنی ہے۔

5۔ سزائے موت پر پابندی کے حق میں یہ دلیل بھی دی جاتی ہے کہ سزائے موت ایک ایسی سزا ہے کہ غلطی ظاہر ہونے پر اس کی تلافی ممکن نہیں۔ یہ بات اپنی جگہ درست ہے کہ لیکن یہ دلیل سزائے موت پر مکمل پابندی لگانے کے لیے کافی نہیں۔ بلکہ اس کا تقاضہ یہ ہے کہ سزائے موت جاری کرنے میں حد درجہ احتیاط سے کام لیا جائے اور کوئی ادنی شبہ بھی سامنے

آئے تو سزائے موت جاری نہ کی جائے۔ شریعت مطہرہ کی بھی یہی تعلیم ہے کہ شبہات آجائے تو حد جاری نہ کی جائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "لئن أعطل الْحُدُود بِالشُّبُهَاتِ أحب إِلَيّ من أَن أقيمها بِالشُّبُهَاتِ"[25] یعنی شبہ آنے کی صورت میں حد کو معطل کر دینا مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ شبہ کے ساتھ ہی حد جاری کر دوں۔

لہٰذا شبہ کے وقت تو بے شک سزائے موت جاری نہ ہو لیکن جہاں اقرار یا معتبر گواہوں سے جرم کے بارے میں قطعی یقین حاصل ہو جائے تو پھر سزا نہ دینا مجرم کے ساتھ انصاف نہیں بلکہ فریقِ مخالف جو مظلوم ہے اس پر مزید ظلم کرنے کے مترادف ہے۔

سزائے موت میں حکمت اور اس پر پابندی کے نقصانات

اللہ تعالیٰ انسان کا خالق ہے، اسے انسان کی نفسیات کا خوب علم ہے، اس لیے وہی انسانیت کے حق میں سب سے بہتر قانون وضع کر سکتا ہے۔ قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ نے قتلِ عمد کے بدلے میں قصاص کا قانون مقرر کیا اور اس کو انسانیت کے لیے "حیات" قرار دیا۔ ارشاد ہے:

وَلَكُمۡ فِي ٱلۡقِصَاصِ حَيَوٰةٞ يَٰٓأُوْلِي ٱلۡأَلۡبَٰبِ لَعَلَّكُمۡ تَتَّقُونَ[26]

اس آیت کریمہ میں قصاص کو پورے معاشرے کے لیے حق حیات کے تحفظ کا ضامن قرار دیا گیا ہے۔ بظاہر تو قصاص میں مجرم کی جان چلی جاتی ہے، لیکن حقیقت میں بے شمار انسانوں کی جانوں کو تحفظ مل جاتا ہے۔ چونکہ اپنی زندگی ہر انسان کو عزیز ہوتی ہے اس لیے جس معاشرہ میں قصاص کا قانون لاگو ہو وہاں کوئی دوسرے کو قتل کرنے کی جرات باسانی نہیں کر سکتا، اور یوں امن وامان کی فضا قائم ہوتی ہے۔ اسی طرح جہاں قصاص لینا ممکن ہو تو وہاں اولیاءِ مقتول اپنے غم وغصہ کو ٹھنڈا کرنے کے لیے بدلہ کے طور پر قاتل کے اہل وعیال یا قبیلے میں سے کسی اور شخص کو قتل کرنے کا نہیں سوچتے کیونکہ ان کو اطمینان ہوتا ہے کہ انصاف کا تقاضہ پورا ہو گا اور قاتل کو کٹہرے میں لا کر قصاص لیا جائے گا۔ لیکن اگر قصاص کا قانون نہ ہو تو پھر اولیاءِ مقتول قانون ہاتھ میں لے کر قاتل یا اس کے متعلقین میں سے کسی پر بھی حملہ آور ہو کر اپنا غصہ ٹھنڈا کر لیتے ہیں اور یوں قتل وغارت اور بدامنی کا ایک سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ قصاص میں اس کا سدباب ہے۔

پابندی لگانے والے ممالک میں جرائم کی شرح

سزائے موت پر جن ممالک میں پابندی لگا دی گئی ہے وہاں میں قتل ناحق کی شرح میں بے حد اضافہ ریکارڈ ہوا ہے۔ ایک تازہ رپورٹ کے مطابق امریکہ میں جنوری 2023 سے ستمبر 2023 تک نو مہینوں میں بندوق سے 32548 قتل ہوئے ہیں، جب کہ 28338 لوگ زخمی ہوئے ہیں۔ ان مقتولین میں 1326 چھوٹے بچے بھی شامل ہیں۔[27]

اس ایک رپورٹ سے ہی سزائے موت پر پابندی لگانے کے بھیانک نتائج کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے، جو در حقیقت قانونِ فطرت سے تصادم کا نتیجہ ہے۔

نتائج البحث:

1. سزائے موت قدیم تہذیبوں اور سماوی وغیر سماوی مذاہب سے رائج رہا ہے۔
2. مخصوص سنگین جرائم میں سزائے موت دینے کی شریعت اسلامی میں اجازت موجود ہے۔

3. اقوامِ متحدہ نے سزائے موت پر مکمل پابندی لگاکر بھی ایک استثنا چھوڑدی ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ اس پر پوری پابندی ممکن نہیں۔
4. قرآن وسنت کے نصوص میں جن جرائم پر سزائے موت مقرر ہے، ان میں ترمیم یا تبدیلی کی کوئی گنجائش نہیں۔
5. قانون میں جہاں بطورِ تعزیر سزائے موت مقرر ہے، اس کو دوسری سزا سے تبدیل کیا جاسکتا ہے۔
6. قانونِ قصاص حقِ حیات کو سلب کرنا نہیں، بلکہ پوری انسانیت کے حقِ حیات کا تحفظ ہے۔
7. قصاص پر پابندی سے معاشرہ میں بدامنی اور انارکی پھیلتی ہے۔ چنانچہ سزائے موت پر پابندی لگانے والے ممالک میں قتل کے واردات میں ہوشربا اضافہ ریکارڈ ہوا ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حواشی وحوالہ جات

1 سورۃ بنی إسرائیل: 70
2 الشاطبی، الموافقات، دار ابن عفان ج2، ص20
3 سورۃ یونس: 61
4 البقرۃ: 179
5 https://www.britannica.com/topic/capital-punishment
6 الانبیاء: 68
7 القصص 20
8 السیوطی، الدر المنثور فی التفسیر بالماثور، تفسیر سورۃ النحل آیۃ: 11
9 النساء 157
10 سامی الحاج، عقوبۃ الاعدام بین الابقاء والإلغاء، دار الکتاب الجدید، بیروت لبنان، سن 2005، ص19
11 Online Library of Liberty: An Essay on Crimes and Punishments, p# 51 to 55
12 "New Resolution Approved by the UN. The Pro Moratorium Front Grows". Hands Off Cain. Archived from the original on 4 March 2016. Retrieved 20 January 2020.
13 المائدۃ 32
14 النساء 93
15 البخاری، صحیح البخاری: رقم الحدیث ٦٤٨٤
16 الکاسانی، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع: ج7 ص234

17 ایضا
18 صحیح مسلم: رقم الحدیث 140
19 ابن حجر العسقلانی، فتح الباری: ج12 ص313
20 الکاسانی، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع: ج7 ص241
21 البقرة178
22 المائدة44
23 المائدة45
24 النساء115
25 ابن ابی شیبۃ، المصنف لابن ابی شیبۃ: رقم الحدیث ۲۸۴۹۳
26 البقرة179

27 AA, Gun Violence Archive